OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 6 Issue 3 (July-September 2023)

تزکیۂ نفس: عصر حاضر میں سیرت نبوی سے استفادے کی مختلف جہات

Purification of the Self: Different Aspects of Utilization of the Prophet's Life in Contemporary Times

Dr. Muhammad Idress Al-Azhari
Lecturer and Researcher Scholar, Maahad Islami, Denmark
Muhammad Abu Bakar
MPhil Scholar, Minhaj University, Lahore Email:
Humera Naz
Assistant Professor Minhaj College for Women, Lahore

Abstract

Allah has sent prophets to guide mankind in this universe. One of the great duties of Prophet hood for the growth and guidance of the Holy Prophets is "Purification of Self". This means that Allah Almighty creatures purify their outward and inward appearance. This purity is essential in every aspect of mankind's thoughts, morals, deeds, and purpose. The capital provides its soul. The importance of this can be gauged from the fact that in the heart of a believing servant, the manifestation of enlightenment and cognition of Allah (swat) cannot come down until he has "purified" his soul. Through it, the servants of Allah Almighty come out of the dark morals and cross the threshold of good character. The more purity is born in morals and worships, the closer one will be to Allah. For true knowledge of self-purification, one has to make Sira-e-Taiba of Tajdar-e-Kainat as one's motto. It is not possible to apply the pattern of beauty of the Holy Prophet (saw) without putting it into practice.

Keywords: *Prophet's life, Purification of Self,* Sīrat-e-Taiba, Self-purification

CC BY

تمہید

اللہ نے اس کائنات میں انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو رشد وہدایت کے لیے جو فرائض نبوت عطا فرمائے ان میں سے ایک عظیم منصب "تزکیہ نفس" ہے۔ اس سے مراد مخلوق خدا کا اپنے ظاہر و باطن کو پاکیزہ کرنا ہے۔ یہ پاکیزگی بنی نوع انسان کے خیالات، اخلاق، اعمال، الغرض انسان کے ہر ہر گوشہ میں ضروری ہے "تزکیہ نفس" وہ قابل رشک عمل ہے جس کے ذریعے سے بنی آدم اپنے ذہنوں کی آشفتگی، قلوب کی تسکین، اور کردار کی مہک کا سرمایہ اپنی روح کو مہیا کرتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ کسی بندہ مومن کے دل میں اس وقت تک انوار و تجلیات اور معرفت الٰی اللہ کی رمق کا نزول نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے نفس کا "تزکیہ" نہ کرلے۔ اس کے ذریعے بندگان خدا اخلاق سیئہ سے نکل کر حسن خلق کی منازل عبور کرتا ہے۔ جتنی اخلاق و عبادات میں طہارت جنم لے گی اتنی اللہ کی قربت نصیب ہو گی ۔"تزکیہ نفس" کی حقیقی معرفت کے لیے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو اپنا شعار بنانا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو عملی زندگی میں استوار کیے بغیر اس کا اطلاق ممکن نہیں۔

تزکیہ لغت میں

تزکیہ کا مادہ (ز، ک، و) ہے۔ لسان العرب میں اس کے مندرجہ ذیل معانی دیئے گئے ہیں۔ میل کچیل زنگ، گندگی وغیرہ سے پاک کرنا، صاف کرنا، بڑھانا، نشوونما دینا، تعریف کرنا، ایک سے زیادہ ہونا، طاق عدد ہونا۔[1]

تزکیہ قرآن حکیم میں

تزکیہ بمعنی تزکیہ نفس، اس کی نسبت قرآن حکیم میں نفس انسانی کی طرف بھی آئی ہے، پیغمبر کی طرف بھی اور اللہ سبحانہ کی طرف بھی۔

قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا [2]

بیشک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشوو نما کی)۔

وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفۡسِهِۦۚ وَإِلَى ٱللَّهِ ٱلۡمَصِيرُ [3]

"اور جو کوئی پاکیزگی حاصل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے پاک ہوتا ہے، اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے"۔

نفس لغت میں

لسان العرب میں نفس کے مندرجہ ذیل معانی دیئے گئے ہیں:

1۔ کسی شے کی ذات، حقیقت اور کلیت 2۔ روح، منبع الحیاۃ 3۔ عقل، حس، تمیز

4۔ حیول وعواطف 5۔ خون 6۔ تنفس.[4]

اس کے علاوہ بھی یہ لفظ عربی میں کئی معانی میں مستعمل ہے۔ زبیدی نے اس کے پندرہ مفاہیم بیان کیے ہیں۔ اور مندرجہ بالا کے علاوہ ان میں عظمت، عزت، ہمت، ارادہ،، سزا، غیب، ناک، آنکھ، پاس ہونا اور چہرہ رنگنے کے رنگلو بھی ان میں شامل کیا ہے۔

نفس قرآن میں

قرآن حکیم میں لفظ "نفس" 267 دفعہ استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاتَّقُواْ يَوۡماً لَّا تَجۡزِي نَفۡسٌ

عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔا ۔[5] "اور اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے کچھ بدلہ نہ دے سکے گی۔" لَا تُكَلَّفُ نَفۡسٌ إِلَّا وُسۡعَهَا۔[6] "ہر کسی کے لیے اس کی برداشت کے مطابق حکم دیا جاتا ہے۔"

نفس اور تزکیہ کے مفاہیم کو سمجھ لینے کے بعد تزکیہ نفس کی اصطلاح واضح ہو گئی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ شخصیت انسانی کے سارے قومی (جبلتیں، عواطف، محرکات، تعقل و ادراک وغیرہ) کی ایسی تعمیر و تربیت کرے کہ وہ ہر قسم کے شر، رذائل، منکرات اور مصائب سے بچ جائے اور ہر قسم کے خیر، فضائل، معروفات اور اخلاق و افعال حسنہ کو اپنا لے اور انہیں اپنے اندر پروان چڑھائے۔ تاہم تزکیہ نفس کی اس تعریف سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ یہ کوئی ذاتی اور انفرادی فعل ہے جو معاشرے سے کٹ کر بھی انجام دیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ نفس کی تعمیر اور اصلاح بند کمرے یا جنگل سے نہیں ہو سکتی بلکہ انسانوں کے درمیان رہ کر ہی ہو سکتی ہے اور معاشرہ اور اجتماعیت انسان کے بگڑنے اور سنورنے پر شدید طور پر اثر انداز ہوتے ہیں لہٰذا پورے معاشرے کی تبدیلی اور اس تبدیلی کے لیے جدوجہد بھی تزکیہ نفس ہی کا ایک حصہ ہے۔

منصب نبوت اور تزکیہ نفس

قرآن و حدیث اور عہد صحابہ و تابعین حیات مبارکہ کی طرف اگر ہم رجوع کریں اور کتاب و سنت کا اس نقطۂ نظر سے گہرا مطالعہ کرے تو یہ حقیقت کھول کر سامنے آجاتی ہے کہ قرآن دین کے ایک شعبہ اور نبوت کے ایک اہم رکن کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہے اور اس کو "تزکیہ" سے تعبیر کرتا ہے اور ان چار ارکان میں اس کو شامل کرتا ہے جن کی تکمیل تاجدار کائنات ﷺ کے منصب نبوت سے متعلق اور مقاصد بعثت میں شامل تھی۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الۡأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوا۟ عَلَيۡهِمۡ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَإِن كَانُوا۟ مِن قَبۡلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۔[7] "وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (ﷺ) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

اس آیات مبارکہ میں "ویزکیھم" سے مراد ہے پاکیزگی اختیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کے منصب میں تزکیہ کو پہلے بیان کیا ہے اور کتاب و حکمت کو بعد میں رکھا ہے۔ اس طرح ہم اگر حضور ﷺ کی پہلی چالیس سالہ زندگی پر نگاہ ڈالیں تو آپ نے پہلے چالیس سال میں صرف اخلاق کی تربیت فرمائی۔ دلوں کو دلوں سے جوڑنے کا درس دیا۔ نفرتوں کا قلع قمع کر کے محبت و اخوت کے نظام کو تشکیل دیا۔ اخلاقی اقدار کو زوال کی پستیوں سے نکال کر عروج و کمال تک پہنچایا۔ حضور اکرم ﷺ نے انوار شریعت کے پانی سے ہمارے جسموں کو، طریقت کے پانی سے ہمارے دلوں کو، معرفت کے پانی سے خیالات کو اور حقیقت کے پانی سے ہماری روح کو اوج کمال عطا فرمایا۔

"ویزکیھم" کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں جیسے نقش قرآن کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا لفظ قرآن کریم کو بے غسل پڑھا نہیں جا سکتا ایسے ہی معانی قرآن یا مفاہیم قرآن کو ناپاک دل چھو نہیں سکتے۔ اس لیے "ویزکیھم" کا ذکر پہلے ہوا اور کتب اور حکمت کا ذکر بعد میں آیا ہے۔ جب دل ہر طرح کے خیالات سے پاک ہو جاتا ہے تو اس میں قرآنی مفاہیم کے اسرار و رموز اترتے چلے جاتے ہیں۔

انبیاء کی بعثت کا مقصود وہ تزکیہ نفس ہے۔ مگر حضور ﷺ کی بعثت کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب جو بھی شخص امت کو

اصلاح اور قرآن و سنت کی دعوت دے گا اس داعی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنا تزکیہ کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ زبان نبوت اسلام و ایمان کے ساتھ ایک خاص درجہ اور مرتبہ کا ذکر کرتی ہے اور اس کو احسان سے تعبیر کرتی ہے جس سے مراد یقین و استحضار کی وہ کیفیت ہے جس کے لیے ہر صاحب ایمان کو کوشاں ہونا چاہئے اور جس کا شوق ہر مردومومن کے دل میں موجزن ہونا چاہیے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ "احسان" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

افکار کا تزکیہ سیرت نبوی کی روشنی میں

جب تک ہمارے خیالات میں پاکیزگی نہیں ہوگی اس وقت تک اللہ کا نور نصیب نہیں ہو سکتا۔ گویا ہماری سوچ کے زاویے پاکیزگی سے اس قدر لبریز ہوں کہ ہر قول فعل اور ہر عمل میں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خشنودی کے لیے ہو۔ جب خیالات میں یہ چیز جنم لے گی تو ہر قول، فعل پر اجر بھی ملے گا اور خیالات کا تزکیہ بھی ہوتا چلا جائے گا۔ جیسے کہ حضور نبی ﷺ نے فرمایا۔ خلوص نیت سے مراد کسی باطنی محرک کا تزکیہ و تطہیر ہے جو اس کے اعمال کا سبب بنتا ہے۔ کسی شخص کے عمل کی نیت کے خالص ہونے یا نہ ہونے کو جاننے کا معیار اللہ تعالیٰ کی وہ خالص اور بے لوث محبت ہے جس کے ساتھ وہ اسے سرانجام دیتا ہے۔ سلف صالحین میں سے بغداد کے ایک صوفی بزرگ حضرت سری سقطیؒ اخلاص کی حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں: من تزيّن للناس بما ليس فيه ؛ سقط من عين الله تعالىٰ ۔[8] "جو شخص دوسرے کو دکھانے کے لیے خود کو ایسی زیبائش سے آراستہ کرتا ہے جو اسکے کردار کا حصہ نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں گر جاتا ہے۔"

جب کوئی خلوص نیت سے اچھا کام کرتا ہے تو اُس سے اس کے باطن میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس اس شخص کو قلبی اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد السعیدیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا عمل المومن علما، ثار في قلبه نور۔[9] "جب مومن کوئی (اچھا) کام کرتا ہے، تو اس کے دل میں نور کی ایک کرن پھوٹتی ہے۔"

ہم اپنی روز مرہ زندگی میں ایسے کئی افراد مثلاً علماء، پیر اور مذہبی میلان رکھنے والے عام افراد کی کئی عشروں سے مذہب کی خدمت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ مذہب کی خدمت میں ایسی کسی تبدیلی کا باعث نہیں بنتی جو انہیں اللہ والا بنا دے بلکہ اس کے برعکس جو کوئی ان کی صحبت میں رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت، اس کے خوف اور اس کی محبت کے شائبہ تک سے محروم نظر آتا ہے۔ ان کا کردار نہ صرف گہرا روحانی و قلبی سکون اور خوشبو بکھرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اندرونی افکار اور ارادوں کا نیکوکاری کی مہک سے محروم ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إنَّ الله لا ينْظرُ إلى أجْسَامِكُمْ، ولا إلى صُوَرِكمْ، وَلَكن ينْظرُ إلى قُلُوبِكمْ وأعمالكم ۔[10] "بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نہ تمہاری صورتیں دیکھتے ہیں نہ مال بلکہ اس کی نظر تو تمہاری نیتوں اور اعمال پر رہتی ہے۔"

جب کسی کی نیت میں کوئی کھوٹ نہ ہو تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی اس کے اندر باہر کو تبدیل کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑے مختصر الفاظ میں خلوصِ نیت کی اہمیت یوں واضح فرمائی ہے: أَخْلِصْ دِينَكَ يَكْفِكَ الْقَلِيلُ مِنَ الْعَمَلِ۔[11] "اپنے دینی اُمور (اچھے کاموں کے کرنے میں) اپنے ارادے کو پاک رکھو، تو تمہار چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی تمہارے لیے کافی ہو گا۔"

اگر ہم اپنے ارد گرد کے ماحول پر نظر ڈالیں تو یہ بات ہم سب پر عیاں ہو جاتی ہے کہ ہم نے اپنے افکار کے زاویے بدل لیے ہیں ، ہم اگر فکر کرتے ہیں تو مال دولت کی، عیش و عشرت کی، جاہ و منصب کی، بحثیت مسلمان ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو سمجھنا ہو گا۔ اپنے انداز فکر کی جہتوں میں تغیر برپا کرنا ہو گا۔ تاکہ ہماری فکر تاجدار کائنات ﷺ کے مبارک فرامین کا عکس بن جائے۔ باتقاضہ مسلم ہمارے زہنوں میں ابھرنے والی ہر فکر قرآن وسنت کے عین مطابق ہو۔

اخلاق کا تزکیہ سیرت نبوی ؐ کی روشنی میں

جہاں حضور نبی اکرم ﷺ کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے عرب کے معاشرے میں جہاں اخلاق قدریں پامال ہو چکی تھیں اور انسانی معاشرہ اس اخلاقی گراوٹ کا شکار تھا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آپ نے نہ صرف اخلاقی اقدار کو بحال کیا بلکہ ایسے افراد تیار کیے جو اخلاقی کردار اور شخصی فضائل کے حوالے سے پوری دنیا کے لیے رہنما اور قابل تقلید مثالی نمونے قرار پائے۔ ایسی مثالی شخصیات کو وجود میں آنا دراصل حضور نبی اکرم ﷺ کے شخصی فضائل اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ہی نتیجہ تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے جب پوچھا گیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا خلق کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن حکیم ہے یعنی قرآن حکیم کی بیان کردہ خلاقی تعلیمات اور شخصی فضائل کا چلتا پھرتا اور زندہ اور عملی نمونہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ تھی۔

عصر حاضر میں اگر ہم اپنے ماحول کا مشاہدہ کریں تو اس وقت ہماری اخلاقیات تعلیمات اسلامی کا عکس نظر نہیں آتی ا، ہمارے ساتھ کوئی برا سلوک کرے تو ہم اس کے ساتھ دو گنا زیادہ برا کرتے ہیں یعنی اس وقت ہم کس سے بدلہ ایسے لیتے ہیں جسے فرض کا درجہ رکھتا ہو۔ ذرا حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے شہ پارے ذرا ملاخطہ فرمائیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ روایات بیان کرتے ہیں:

أنَّ جَابِرَ بنَ عبدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عنْهمَا، أَخْبَرَ: أنَّهُ غَزَا مع رَسولِ اللّٰهِﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ معهُ، فأدْرَكَتْهُمُ القَائِلَةُ في وادٍ كَثِيرِ العِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسولُ اللّٰهِﷺ وتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّونَ بالشَّجَرِ، فَنَزَلَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ وعَلَّقَ بهَا سَيْفَهُ، ونِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسولُ اللّٰهِﷺ يَدْعُونَا، وإذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَقالَ: إنَّ هذا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي، وأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وهو في يَدِهِ صَلْتًا، فَقالَ: مَن يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ فَقُلتُ: اللَّهُ، - ثَلَاثًا - ولَمْ يُعَاقِبْهُ وجَلَسَ۔[12]

"حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف جنگ کے لیے گئے، جب حضور نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ بھی واپس آئے، راستے میں ایک وادی میں انہیں دوپہر ہو گئی جہاں کثرت سے خاردار درخت تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے وہاں آرام کرنے کے ارادے سے پڑاؤ کیا، تو لوگ ادھر ادھر درختوں کے سایوں میں چلے گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی ایک کیکر کے درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ آپ نے اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی، ہم نے ابھی ایک اونگھ ہی لی تھی کہ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کے بلانے کی آواز آئی ہم جب آپ ﷺ کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا آپ ﷺ کے پاس ایک بدو بیٹھا ہے، آپ نے فرمایا: اس شخص نے میرے سوتے ہوئے میری تلوار اچک لی، میری آنکھ کھلی تو یہ تلوار لہرا رہا تھا اور کہہ

رہا تھا تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا، تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا "اللہ۔ تین مرتبہ" پھر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور اب یہ بیٹھا ہے۔ پھر آپ نے اس کو معاف فرمای دیا۔"

ایک مرتبہ (جنگ خیبر میں، زینب نامی) ایک یہودی عورت نے حضور نبی اکرم ﷺ (کی دعوت کی اور آپ کے کھانے کے لیے) ایک مسموم (زہر آلود) بکری بھیجی، آپ نے اس سے ابھی ایک ہی لقمہ لیا تھا کہ آپ کو پتہ چل گیا اور آپ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ اس یہودی عورت کو آپ کے پاس لایا گیا، مگر آپ نے اسے معاف کر دیا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ». قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔ [13]

تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک و صاف کرے گا (معاف کرے گا) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تین بار یہ فرمایا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ تو سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا اور دے کر احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

" لا يدخلُ الجنةَ مَن كان في قلبه مِثقال ذرةٍ من كِبر» فقال رجل: إنّ الرجلَ يحب أن يكون ثوبه حسنا، ونَعله حسنة؟ قال: «إنّ الله جميلٌ يحب الجمالَ، الكِبر: بَطَرُ الحق وغَمْطُ الناس۔" [14]

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا۔ ایک شخص نے عرض کیا: آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کا جوتا عمدہ ہو (کیا یہ بھی تکبر میں شامل ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال سے محبت کرتا ہے۔ تکبر (اپنی انانیت کی وجہ سے) حق بات کو جھٹلانا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا ہے۔

ایک روایت حضور ﷺ نے فرمایا: إنّما تقومون إعظامًا لِلذي يَقبِضُ النُّفوسَ ۔[15] "صحابہ نے پوچھا کیا ہم کافر کا جنازہ دیکھ کر احتراماً کھڑے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" کیونکہ تم اس کے لئے کھڑے نہیں ہوتے)۔" بلکہ اس کے لئے کھڑے ہوتے ہو جس نے اس کی جان قبض کی۔"

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے:

أَقْبَلَ رَجُلٌ إلى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وَسَلَّمَ فَقالَ: أُبَايِعُكَ علَى الهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ، أَبْتَغِي الأجْرَ مِنَ اللهِ، قالَ: فَهلْ مِن وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا، قالَ: فَتَبْتَغِي الأجْرَ مِنَ اللهِ؟ قالَ: نَعَمْ، قالَ: فَارْجِعْ إلى وَالِدَيْكَ فأحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا (16)

”ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں اجر و ثواب کے لیے آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو (واقعی) اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس جا اور حسنِ سلوک کے ساتھ اُن دونوں کی صحبت اختیار کر“۔

حضور اکرم ﷺ کے ان واقعہ سے ہمیں راہنمائی ملتی ہے کہ معاشرے مفلس افراد یا کمتر افراد جن کے ساتھ خوشیاں تقسیم کرنے والا کوئی نہیں ہوتا جن کا درد سننے والا کوئی نہیں ہوتا ان کا درد سنتا ان کے ساتھ خوشیوں میں شامل ہونا بھی اخلاق ہے۔ مگر ہمارے معاشرے میں (Standard) پر معیار اخلاق کو تولہ جاتا ہے۔ جو کہ اخلاق کا تزکیہ نفس نہیں ہے۔ بلکہ اخلاق کا تزکیہ یہ ہے کہ امیر ہو یا غریب طاقتور ہو یا کمتر سب کے ساتھ خوشیاں تقسیم کرنا ہی اخلاق کا تزکیہ ہے۔

امام الانبیاء کے ان فرماین مقدسہ کو عملی جامع پہنانے کی ضرورت ہے، اخلاق کی تعمیر، تشکیل اور تکمیل کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نے جہاں اخلاق حسنہ کو اپنے عروج و کمال پر پہنچایا وہاں اخلاق سیئہ اور اخلاق شنیعہ کی قباحتوں سے آگاہ کیا اور ہر ہر خلق سیئہ اور خلق شنیعہ کی جڑیں آپ ﷺ نے کاٹ ڈالیں، دنیا بھر میں پھیلا ہوا کذب آپ ﷺ کے دور میں کمزور پڑ گیا۔ وعدہ خلافی کا آپ ﷺ نے سدباب کیا۔ خیانت پر کاری ضرب لگائی۔ کبر و غرور کے بت کو زمین بوس کیا، حسد کی لعنت سے خبر دار کیا، خود ستائی کے صنم کو پاش پاش کیا۔ غیبت کا قلع قمع کیا، تمسخر او استہزاء کا خاتمہ کیا۔ آج یہ سب قبیح افعال ہمارے اخلاق کا حصہ بن چکے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے مزاج میں بری عادات و اطور پیوست ہو چکی ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ اپنی مزاج کو عمدہ اخلاق سے معمور کرنے کی ضرورت ہے، اخلاق کی پاکیزگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک حضور ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کو اپنا شیوانہ بنایا جائے۔ اور یہ ہی ایک مسلمان کی پہچان ہے کہ اس کردار سے آقائے نام دار سرور کائنات ﷺ کے کردار کی خشبوائے۔

قلب کا تزکیہ سیرت نبوی کی روشنی میں

کچھ گناہ ایسے ہوتے ہین جو باطن میں پوشیدہ ہوتے ہین اور دوسرے لوگوں کی نظر سے اوجھل ہوتے ہیں، دل میں کسی کے لیے بغض رکھنا، کینہ پالنا، کسی کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی یا سازش کرنا، دنیاوی معاملات میں عدم مساوات سے کام لینا، عناد، غرور اور تکبر کو دل میں جگہ دینا خود کو برتر اور دوسروں کو کم تر جذبات سے عاری ہونا، تابعداری اور وفاداری کا تاثر دینا لیکن دل کا اسے نہ ماننا، یہ سارے گناہ ہیں جو انسان کے دل میں پرورش پاتے ہیں اور اس کا معاملہ اس کے اپنے دل میں ضمیر سے ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

إنَّ المؤمنَ إذا أذنب ذنبًا كانت نُكتةٌ سوداءُ في قلبِه ، فإن تاب ، ونزع ، واستغفر صقَل منها ، وإن زاد زادت حتَّى يُغلَّفَ بها قلبُه ، فذلك الرَّانُ الَّذي ذكر اللهُ في كتابِه : كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ۔ [17]

”مؤمن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دِل میں ایک سیاہ دھبّہ پڑ جاتا ہے پھر اگر توبہ کرے وہ آئندہ کے لیے اس

سے باز آئے اور استغفار کرے تو اس کا دِل چمک کر صاف ہو جاتا ہے یہ دھبّہ داغ دُور ہو جاتا ہے اور اگر اور زیادہ گناہ کرے تو یہ دھبّہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ سارا دِل کالا سیاہ ہو جاتا ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ، وَصِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ [18] "ہر شی کو کوئی نہ کوئی صیقل ہوتا ہے اور دلوں کو صیقل اللہ کا ذکر ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ فاجلو ھا بذاکر اللہ۔ [19] "دلوں پر لوھے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے زنگ کو اللہ کے ذکر سے دور کرو۔" حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں یہ بگڑ ا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔"

اگر ہم اپنے احوال کا گہرائی سے مشاہدہ کرے تو ہم نے اپنے دلوں میں نفرتوں کو پرواز دے رکھا ہے۔ ہمارے قلوب میں دوسروں کے لیے یا یوں کہیے کہ مخلوق خدا کے لیے ہمدردی کا انصر ختم ہوتا جاتا رہا ہے۔ ہم اپنے دلوں کو حسد، بغض، کینہ، تکبر ، جیسی بری خلصتوں کی اماجگا بنایا ہوا ہے۔ جو کہ سیرت طیبہ کی تعلیمات نہیں ہیں، ہمیں اپنے باطنی احوال پر غور کرنا ہو گا جس طرح ہم اپنے ظاہر کو سنوارتے ہیں۔ یوں ہی اپنے باطن کا بھی تصفیہ کرنا ہو گا۔ جب ہمارے قلوب میں کا تزکیہ ہو جائے گا تو اس میں ہر ایک کے لیے ہمدردی، محبت جنم لے گی اور اللہ کی معرفت اور قربت کا فیض بھی نصیب ہو گا۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم حضور کے اسوہ سے اپنی ذندگی کا شعار بنالیں۔

معاشرے کا تزکیہ سیرت نبوی کی روشنی میں

معاشرہ کے ہر فرد پر معاشرہ کا ایک حق ہے جس کا ادا کرنے واجب ہے۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے کہ جی چاہا کیا، جی چاہا تو ٹال دیا، جس طرح ہر فرد پر اس کے ماں باپ اور بیوی بچوں کے حقوق ہیں جن کو ادا کرنے کی کوشش کرنا اس پر لازم ہے اسی طرح معاشرہ کے بھی ہر شخص پر اس کی صلاحیت کے مطابق حقوق ہیں جن کو ادا کیے بغیر کوئی شخص خلق اور خالق کے آگے سرخرو نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ حقیقت بھی یاد رکھیے کہ جو حقوق معاشرہ کے ہیں وہ معاشرہ ہی کو ادا کرنے سے ادا ہوں گے دوسروں کو ادا کرنے سے ادا نہ ہوں گے۔

معاشرے کے تمام افراد عائد ہوتی ہے لیکن اس کے ادا کرنے میں چونکہ صلاحیت بھی درکار ہے اس وجہ سے جتنی جس کے اندر صلاحیت ہو گی اسی مقدار میں اس کی ذمہ داری ہو گی۔ اگر ایک شخص برائی کو روک دینے کا اختیار رکھنے والا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کو روکنے کے لیے اپنا اختیار استعمال کرے۔ اگر ایک شخص اختیار یا اثر تو نہیں رکھتا لیکن زبان یا قلم سے اس کے خلاف آواز اٹھا سکتا ہے تو وہ اس کے خلاف زبان اور قلم سے جہاد کرے۔ اگر کوئی شخص یہ صلاحیت بھی نہیں رکھتا تو ادنیٰ درجہ میں اس کے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اس کو اپنے دل میں برا سمجھے اور اپنے آپ کو اس کے ہر شائبہ سے دور رکھے۔ اس آخری درجہ سے متعلق انکار منکر والی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے الفاظ یہ ہیں کہ "لیس دراء ذالك من الایمان حجة حزدل" اس سے نیچے ایمان کا کوئی درجہ برائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ "تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں:

عن أنس قال بينا نحن جلوس عند رسول اللهﷺ قال رسول اللهﷺ يطلع عليكم الآن رجل من أهل الجنة فاطلع سعد بن أبي وقاص حتى إذا كان الغد قال رسول اللهﷺ مثل ذلك فطلع سعد بن أبي وقاص على مرتبته الأولى حتى إذا كان من الغد قال رسول اللهﷺ مثل ذلك فطلع سعد بن أبي وقاص على مرتبته فلما قام رسول اللهﷺ ثار عبد الله بن عمرو بن العاص فقال إني عاتبت أبي فأقسمت على أن لا أدخل عليه ثلاث ليال فإن رأيت أن تؤويني إليك حتى تحل يميني فعلت قال أنس فزعم عبد الله بن عمرو أنه بات معه ليلة حتى كان مع الفجر فلم يقم من تلك الليلة شيئا غير أنه كان إذا انقلب على فراشه ذكر الله وكبره حتى يقوم مع الفجر فإذا صلى المكتوبة أسبغ الوضوء وأتمه ثم يصبح مفطرا قال عبد الله بن عمر فرمقته ثلاث ليال وأيامهن لا يزيد على ذلك غير أني لا أسمعه يقول إلا خيرا فلما مضت الليالي الثلاث وكدت أحتقر عمله قلت إنه لم يكن بيني وبين أبي غضب ولا هجرة ولكني سمعت رسول اللهﷺ قال ذلك فيك ثلاث مرات في ثلاث مجالس يطلع عليكم رجل من أهل الجنة فاطلعت أولئك المرات الثلاث فأردت أن آوي إليك حتى أنظر ما عملك فأقتدي بك فلم أرك تعمل كثير عمل فما الذي بلغ بك ما قال رسول اللهﷺ فقال ما هو الذي قد رأيت غير أني لا أجد في نفسي سوءا لأحد من المسلمين ولا أقوله قال هذه التي قد بلغت بك وهي التي لا أطيق كر) ورجاله رجال الصحيح إلا أن ابن شهاب قال حدثني من لا أتهم عن أنس قلت وبعض فضائله مر في تتمة العشرة المبشرة بعد الخلفاء الأربعة۔ [20]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے اوپر نمودار ہونے والا ہے چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے دوسرے دن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا چنانچہ صبح کو بھی سعد رضی اللہ عنہ اپنے مرتبہ کے ساتھ نمودار ہوئے اس کے بعد دوسرے دن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اور ایک بار پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے مرتبہ میں نمودار ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ غبطہ میں آکر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: میں اپنے والد کو سزاوار عتاب رکھتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ اپنے والد کے پاس تین دن تک نہیں جاؤں گا اگر آپ دیکھیں کہ میں آپ کے پاس آتا یوں، حتیٰ کہ میری قسم پوری ہو جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ انھوں نے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات بسر کی حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا اور اپنی جگہ سے ہلے تک نہیں البتہ جب اپنے بستر پر کروٹ بدلتے اللہ کا ذکر اور تکبیر کہہ دیتے اور پھر فجر کے وقت اسے پورا وضو کیا اور صبح کا ناشتہ کیا (یعنی روزہ بھی نہیں رکھا) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں تین دن تک انھیں دیکھتا رہا انھوں نے اپنے اس دستور العمل پر مزید اضافہ ہیں کیا البتہ میں نے ان کے منہ سے خیر و بھلائی کے سوا کوئی بات نہیں کی تھی کہ جب تین راتیں گزر گئیں قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو کمتر سمجھتا۔ میں نے کہا میرے اور میرے والد کے درمیان غم و غضب اور ہجرت کا فرق نہیں لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دن تک تین مجلسوں میں فرماتے سنا: اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے اوپر نمودار ہو گا اور تینوں مرتبہ آپ ہی نمودار ہوئے میں نے چاہا آپ کے پاس رات گزاروں اور آپ کا عمل دیکھوں پھر میں آپ کی اقتدا کروں لیکن میں نے آپ کا کوئی زیادہ عمل نہیں دیکھا لہٰذا آپ ہی بتائیں کس عمل نے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے بیان فرمایا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ بولے مجھے تو اپنے عمل میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی البتہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے برا نہیں سوچتا ہوں اور نہ ہی برا کہتا ہوں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے اور بلاشبہ یہ عمل ہے جس کے بجالانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ وَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ سُرُورٌ تُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دِينًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، يَعْنِي مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ، شَهْرًا، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ، مَلَأَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَلْبَهُ أَمْنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيهِ فِي حَاجَةٍ حَتَّى أَثْبَتَهَا لَهُ ، أَثْبَتَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدَمَهُ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ۔ [21]

ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ شخص کون ہے اور اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ ترین عمل تمہارا کسی مسلمان کو خوش کرنا، اس کی تکلیف دور کرنا، اُس کا قرضہ ادا کرنا یا اُس کی بھوک کو مٹانا ہے۔ ایک مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے اُس کے ساتھ جانا مجھے اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ جس نے اپنے غصے کو روکا اللہ تعالیٰ اُس کی عزت کی حفاظت فرمائے گا، جو شخص طاقت ہونے کے باوجود غصہ پی جائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا دل (خوشی و مسرت سے) باغ باغ کر دے گا اور جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے کام کی خاطر اُس کے ساتھ چل کر جائے حتیٰ کہ اُسے پورا کر دے تو اللہ تعالیٰ اُس دن اُس کے قدم مضبوط رکھے گا جس دن (یعنی روزِ قیامت کو) قدم (پل صراط سے) پھسل رہے رہوں گے۔

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

عن أبي شريح أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : والله لا يؤمن ، والله لا يؤمن ، والله لا يؤمن ، قيل ومن يا رسول الله ؟ قال: الذي لا يأمن جاره بوائقه۔ [22]

"ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدا کی قسم وہ ایمان نہیں رکھتا، خدا نہیں مانتا اور خدا نہیں مانتا" عرض کیا گیا کہ کون ہے یا رسول اللہ! اس نے کہا: جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں سے محفوظ نہ ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مقدسہ سے پڑوسی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ پڑوسی چونکہ ہر وقت کا ساتھی ہے اس وجہ سے اطمینان یا بے اطمینانی پیدا کرنے میں جو حصہ اس کا ہو سکتا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا۔ وہ اگر نقصان پہنچانا چاہے تو آپ کی ہر غفلت

اور ہر کمزوری سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اگر آپ کی مدد کرنا چاہئے تو وہ گویا آپ کی آنکھ، آپ کا کان اور آپ کا اپنا دست و بازو ہے۔ دور والے اگرچہ کوئی بڑی سے بڑی مدد پہنچا سکنے کی پوزیشن میں بھی ہوں، لیکن وہ اچھے پڑوسی کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ آدمی کی بسا اوقات اپنے جان و مال سے زیادہ اپنے عزت و ناموس کے لیے فکر مند ہونا پڑتا ہے اور یہ چیز ایسی ہے جس میں ایک شریف پڑوسی سے جس طرح بڑی سے بڑی مدد مل سکتی ہے اسی طرح ایک کمینہ پڑوسی سے بڑا سے بڑا خطرہ بھی پہنچ سکتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کا دماغی توازن درست نہ تھا آپ کے پاس آکر کہنے لگی: مجھے آپ سے کچھ کام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: يا أمَّ فُلان انظُري أيَّ السِّكَك شِئتِ، حتى أقضيَ لكِ حاجتَكِ۔[23]

"اے ام فلاں! تم سوچ کر بتاؤ کہ کس راستہ پر تم مجھ سے اپنی حاجت بیان کرنا چاہتی ہو، تاکہ میں تمھاری حاجت پوری کر سکوں"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ انہوں ے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ان دو باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہترین کونسی ہوگی: میرا روٹی کا ایک ٹکڑا خیرات میں دے دینا یا سو رکعات نفل نماز ادا کرنا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا خیرات کرنا، سو رکعت نفل نماز پڑھنے سے زیادہ عزیز ہے۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ میرے کسی مسلمان کی کوئی ضرورت پوری کر دینے یا سو رکعت نفلی نماز ادا کرنے میں سے کسے بہتر سمجھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کسی ضرورت مند مسلمان کی کوئی حقیقی ضرورت پوری کرنا میرے نزدیک ایک ہزار رکعت نوافل ادا کرنے سے بھی افضل ہے۔[24]

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا: آپ کسے زیادہ پسندیدہ فرمائیں گے: دولت کو بچوں پر خرچ کرنا یا اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرنا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اگر کوئی بچوں کی تربیت پہ ایک درہم خرچ کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کیے گئے دس ہزار درہموں سے بھی افضل ہے۔[25]

معاشرے کے تزکیہ کی ذمہ داری ہر شخص پر عائد ہوتی، کہ وہ اپنے معاشرے سے افعل بد کا قلقمع کرے، کمزور افراد کا سہارا بنے، مفلس کی مدد کرے، حجت مندوں کی حاجت کو پورا کرے۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں بہت سی برائیاں جڑ پکڑ چکی ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تعلیمات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پست پشت ڈال دیا ہے۔ ہم اپنی ترجحات کو بدل لیا ہے۔ جب تک معاشرے کے تزکیہ میں ہر فرد اپنا کردار ادا نہیں کرے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنی عملی زندگی میں استوار نہیں کرے گا اس وقت تک ہمارے معاشرے میں پاکیزگی کی راہیں ہموار نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ بحث

"تزکیہ" سے مراد یہ ہے کہ انسانی نفوس کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ اور رذائل سے پاک وصاف کیا جائے، مختصر الفاظ میں تزکیہ کی وہ شکل جس کے شاندار نمونے اور مثالیں ہم کو صحابہ کرام کی زندگی میں نظر آتی ہیں اور ان کے اخلاص اور اخلاق کے آئینہ دار ہیں، وہ تزکیہ جس کے نتیجے میں ایسا صالح پاکیزہ اور مثالی معاشرہ وجود میں آیا، جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے اور ایسی عدل پسند اور حق پرست حکومت قائم ہوئی جس کی مثال روئے زمین پر کہیں اور نہ مل سکی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر فرد اپنے انفرادی اور اجتماعی "تزکیہ" کی ذمہ داری کو پورا کرے۔ اس عمل کے ذریعے سے امت مسلمہ کا اخلاق، کردار کی تعمیر کی راہیں ہموار ہوں گی جس سے معاشرے میں مواخات، مساوات اور محبت کو ترویج ملے گی۔

References

[1] Jamāl-Dīn Muhammad Ibn Mukrram, *Lisān al-Arab* (Baīrūt: Dār al-Asqa, 1991), 16, 245.
[2] Fāṭir 35:18.
[3] Al-Shams 91:9.
[4] Ibn Mukrram, *Lisān al-Arab, 576.*
[5] Al-Bāqarah 2: 48.
[6] Al-Bāqarah 2:233.
[7] Al-Jum'ah 62:2.
[8] Abu al-Qāsim Qushirī, *Al-Risāla fī ilm al-Sufi* (Lahore: Minhāj al-Qur'an Printers, 2010), 244.
[9] Abu al-Qāsim Sulaīmān ibn Ahmad Ṭabrānī, *Mu'jam al-Kabīr* (Cairo: Ibn Taymiyyah School, 2000), 5942.
[10] Muslim bin Hajjāj Muslim, *Al-Saḥīḥ*, (Baīrūt: Dār Aḥyā al-Trath Al-Arabī, 2000), 2564.
[11] Abd al-Raḥmān ibn Muhammad ibn Idrīs Ibn Abī Hātim, *Tafsīr al-Qur'an al-'Azīm*, (Riyādh: Makkah al-Mukrramah, 1999), 4, 341.
[12] Muhammad Ibn Ismā'īl Bukhārī, *Al-Jam' al-Saḥīḥ* (Baīrūt: Dār Ihya al-Trath al-Arabi, 2000), 2910.
[13] Muslim, *Al-Saḥī*, 2564.
[14] 'Alauddīn Ibn Bulbān, *Saḥīḥ Ibn Khuzīmah* (Baīrūt: Mūsā al-Rassālah, 1993), 2, 898.
[15] Abū Abdullah Ahmad Ibn Ahmad Hanbal, *Musnad* (Baīrūt: Dār al-Kitāb al-ilmiyah, 2009), 6573.
[16] Muslim, *Al-Saḥīḥ*, 2549.
[17] Abdullah Ibn Muhammad Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah* (Baīrūt: Dār al-Iḥyā al-Trath al-Arabī, 2000), 4244.
[18] Muhammad bin Abdullah Khaṭīb Tabrizī, *Mishkāt al-Masabīḥ*, (Baīrūt: Dār al-Kitāb al-ilmiya, 2001), 2226.
[19] Khaṭīb Tabrizī, *Mishkāt al-Masabīḥ*,1854.
[20] 'Alāuddīn Alī Mutaqī Hindī, *Kanz al-'Amāl* (Baīrūt: Mossat al-Rasalat, 1979), 37116.
[21] Abū al-Qāsim Tabrānī Sulaīmān ibn Ahmad, *al-Mu'jamal al-Awsāt*, (Cairo: Ibn Taymiyyah Library, 2000), 6026.
[22] Bukhārī, *Al-Jam' al-Saḥīḥ*, 6061.
[23] Muslim, *Al-Saḥīḥ*, 2326.
[24] Abul Layth Samar Qandi, *Tanbih Al-Ghāfilīn* (Quetta: Rashīdiya School, 2011), 342.
[25] Samar Qandi, *Tanbih Al-Ghāfilīn*,342.